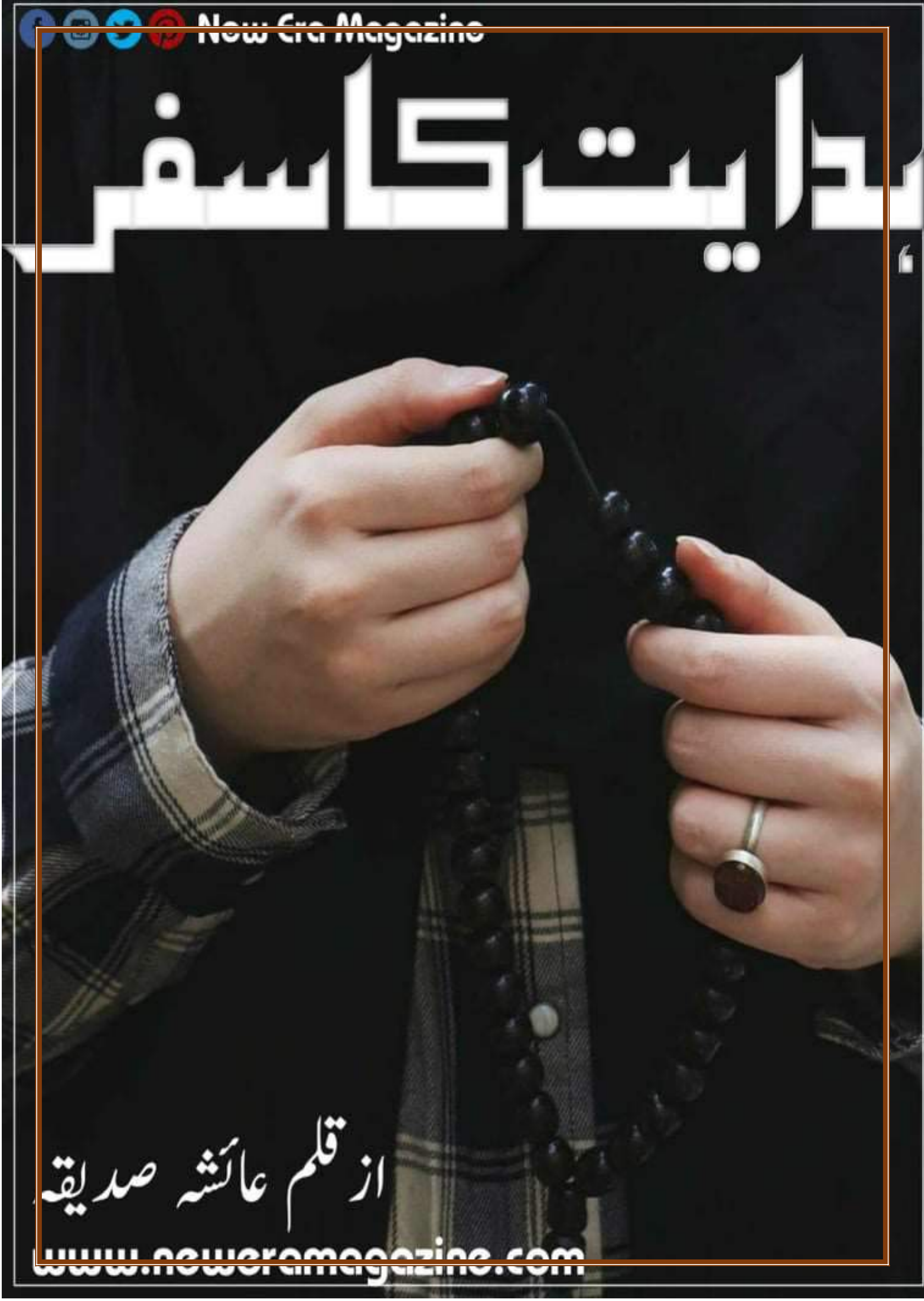
New Era Magazine
ہدایت کا سفر
از قلم عائشہ صدیقہ
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(جاری ناول)

# ہدایت کا سفر

## از عائشہ صدیقہ

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

"ماننا پڑے گا، کبیر بہت زبردست ڈرائیونگ کرتا ہے، جس طرح سے وہ رش کے اندر بھی بغیر ڈگمگائے گاڑی نکال لیتا ہے قابِل تعریف ہے"، محسن صاحب نے کبیر کی دل کھول کر تعریف کی۔

"دراصل اس کو ڈرائیونگ کا شوق تھا اسی لیے جلدی سیکھ لی تھی"، سعید نے اصل وجہ بتائی۔

سعید بیٹا تم لوگوں کی واپسی کب تک ہے؟ خانم صدیقی نے سعید سے اس کے گھر جانے سے متعلق جاننا چاہا۔

"بس ممانا ران سے واپسی پر ہم لوگ کراچی کے لئے نکل جائیں گے۔ مما، پاپا نے رات کو بھی فون کیا تھا، اپنی

اکلوتی بہو کے بغیر وہ اداس ہو گئے ہیں"، سعید نے بیک ویو مرر سے پیچھے بیٹھی صقینہ کو دیکھتے ہنس کر جواب دیا۔

"اکلوتی بہو، یا اکلوتے بیٹے کے بغیر"، شایان نے اپنی طرف سے لقمہ دیا۔

"آپی آپ کے بغیر گھر بالکل سونا ہو جائے گا"، زرناب صُقینہ کے گلے لگتے ہوئے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اداسی سے گویا ہوئی۔

"کیا ہو گیا ہے، زرنی میں کون سا ملک چھوڑ کر جا رہی ہوں، آتی جاتی رہوں گی۔ ویسے میرا بھی وہاں جلدی دل نہیں لگے گا، تم سب کی بہت یاد آئے گی"، صقینہ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

"بیٹیاں اپنے گھروں میں ہی اچھی لگتی ہیں۔ ماں باپ کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو کسی کے ساتھ ہمیشہ کے لئے رخصت کرنا آسان نہیں ہوتا لیکن یہ معاشرے کا قانون ہے اور ہم چاہ کر بھی اسے بدل نہیں سکتے"، خانم صدیقی کا لہجہ حقیقت پسندی کے ساتھ اداسی سموئے ہوئے تھا۔

صقینہ، زرناب اور خانم صدیقی کی جذباتی باتوں سے ماحول میں سوگواریت گھل گئی تھی۔

"بس بس خواتین و حضرات ہم فیملی ٹرپ پر جا رہے ہیں، آپ خواتین خوامخواہ ہی جذباتی ہو رہی ہیں اور بھابھی بڑے ابو اور بڑی امی آپ کا اتنا خیال رکھیں گے اور پیار

دے گے، آپ سب بھول جائیں گی"، کبیر نے ہلکے پھلکے انداز میں بات کر کے ماحول کی سوگواریت کو کم کرنے کی کوشش کی۔

"کبیر تم بھی ان کے ساتھ ہی جاؤ گے"، اس دفعہ سوال کبری محسن سے کی طرف سے کیا گیا۔

"نہیں ممانی، کبیر اپنے گھر جائے گا وہاں ہی اس کی یونیورسٹی بھی ہے"، کبیر کی بجائے سعید نے جواب دیا۔

"کیا پڑھ رہے ہو، بیٹا"، محسن صاحب نے کبیر سے استفسار کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بائیو ٹیکنالوجی پڑھ رہا ہوں، پانچواں سمیسٹر شروع ہونے والا ہے، ابھی سمیسٹر بریک ہے، کبیر نے تفصیلی جواب

دیا۔

"آگے کے کیا ارادے ہیں؟؟"

آگے بھی اسی فیلڈ کو لے کر چلوں گا، اسی میں پی، ایچ، ڈی کا اور ایک اچھی سی انڈسٹری بنانے کا ارادہ ہے جس سے ملک کی اکانومی کو بھی فائدہ ہو گا۔

"خیالات تو تمہارے بہت ہی بڑے اور اچھے ہیں"، شایان کبیر کی بات سے حد درجہ متاثر ہوا۔

"پی،ایچ،ڈی تک پہنچتے پہنچتے یہ آدھا گنجا ہو جائے گا اور کوئی لڑکی اس سے شادی نہیں کرے گی"، سعید نے کبیر کو چھیڑنے والے انداز میں کہا۔

"ارے کیوں نہیں ملے گی، میرا کیوٹ سا دیور ہے، تم فکر مت کرو تمہارے لیے لڑکی میں ڈھونڈو گی"، صقینہ

نے تسلی آمیز انداز میں کہا۔

"تھینک یو سو مچ بھابھی دیکھ لو سعید بھابھی ہیں نا وہ ڈھونڈ دیں گی"، کبیر نے سعید کو چڑا کر کہا۔

"صقینہ اتنا آسان کام نہیں اس کیلئے لڑکی بھی اتنی ہی ٹکر کی ہونی چاہیے تا کہ اس کو بھی پتہ چلے کس طرح

دوسروں کو تنگ کیا جاتا ہے"، سعید کا لہجہ شرارتی ہو رہا تھا۔

"ارے، ارے میں کب کسی کو تنگ کرتا ہوں، بیچارا معصوم سا ہوں"، کبیر نے دنیا

جہان کی معصومیت سموتے ہوئے کہا تھا۔"ہونہہ، معصوم تو دیکھو"، زرناب منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔

زرنی تم نے کچھ کہا"، صقینہ نے زرناب کی طرف منہ کر کے اس سے پوچھا

"نہیں، نہیں آپی"، زرناب نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا، اس کا ابھی کسی سے الجھنے کا دل نہیں کر رہا تھا۔"ویسے اس کی ٹکر کی لڑکی ملنا مشکل ہے"، شایان نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔

"کیوں بھئی کیوں مشکل ہے، ارد گرد غور کرنے سے کیا پتہ مل جائے، ساری زندگی مجھے کنوارہ نہیں رہنا"، کبیر نے بھی اس کے انداز میں جھٹ سے جواب دیا اور یہ بولتے ہوئے ایک نظر اس نے زرناب پر بھی ڈالی جو سب سے لاپرواہ باہر کے نظاروں میں گم لگ رہی تھی۔

"سب لوگ کیوں بچے کو تنگ کر رہے ہو۔سب کا دل لگا کر رکھتا ہے"، محسن صاحب ان کی شرارتوں پر مسکراتے ہوئے کبیر کے دفاع میں بولے۔

"تھینک یو سو مچ انکل یہاں صرف آپ ہی ہیں جن کو میری قدر ہے اور مجھے میری زہانت اور قابلیت پر سراہتے ہیں، ورنہ باقی سب کو میری کوئی قدر ہی نہیں"، کبیر برا سامنہ بنا کر بولا-

"اچھا اچھا نوٹنکی باز اب اپنا ناٹک بند کرو اور دھیان سے گاڑی چلاؤ"، سعید نے اس کے ڈرامائی انداز پر اس کو کہا-

زرناب نے اس بحث میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا-اس کو کبیر کی باتوں سے بلاوجہ چڑ ہونے لگی تھی، اس لیے وہ باہر قدرتی نظاروں سے لطف اندوز ہو رہی تھی-وہ اپنا دھیان سب کی باتوں سے ہٹا کر باہر لگانے کی کوشش

میں تھی لیکن سوچوں کا تسلسل ٹوٹ رہا تھا اور اس کو اپنے خیالات کے ٹوٹنے پر بھی چڑ ہو رہی تھی-

"بابا جانی ہم کب تک پہنچیں گے، میں بیٹھ بیٹھ کر تھک گئی ہوں"، زرناب نے تھکن

آمیز انداز میں جھنجھلاتے ہوئے پوچھا۔

"بس بیٹا تھوڑی دیر اور لگ جائے گی، آج رات کو آرام ہی آرام ہو گا، پھر صبح ہی کسی جگہ جا سکیں گے"، محسن صاحب نے اپنی لختِ جگر کو تسلی دی۔

"زرناب آپ کہیں تو گاڑی اڑا کر لے جاؤں تاکہ ہم جلدی سے پہنچ جائیں"۔ کبیر نے اس کے جھنجھلانے پر شرارتی انداز اپنایا۔

"جی نہیں، آپ کے پاس الہ دین کا چراغ نہیں ہے جس سے کوئی جن نکلے گا اور آپ کے حکم پر عملدرآمد کرے گا"؛ زرناب نے غصے میں اس کو جھاڑ کر رکھ دیا۔

اس کی بات پر سعید اور شایان کا مشترکہ قہقہہ بلند ہوا۔

ویسے کبیر زرناب نے بالکل ٹھیک بات کی ہے، وہ بالکل تمہاری طبعیت کے مطابق جواب دیتی ہے"، سعید نے اس کو بھرپور چھیڑتے ہوئے کہا اس کو زرناب کی بات نے بہت لطف دیا تھا۔

"یعنی، انڈائرکٹلی یہ کہ زرناب مجھے ٹکر دے سکتی ہے"، کبیر نے سعید کی بات سے جو نتیجہ اخذ کیا وہی کہہ ڈالا- "ہاں، یہ بھی کہا جا سکتا ہے"، سعید نے ہنوز ہنستے ہوئے کہا-

"ہماری زرنی کسی سے کم تھوڑی ہے"- صقینہ نے فخریہ انداز سے کہا-

ہماری زرنی.. کبیر نے زیر لب بڑبڑایا سب زرناب سے کس قدر محبت کرتے ہیں، سب کی لاڈلی ہے اور محسن انکل کی تو جان ہی زرناب میں ہے ایسے میں.......

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کبیر کس سوچ میں پڑ گئے ہو، سعید نے اس کو ہلاتے ہوئے اس کو سوچوں سے باہر نکالا-

"بھائی اس کو سمجھ نہیں آ رہی، زرنی کو کیا جواب دے"، شایان نے لقمہ دیا- "لیں بھئی، ہم ناران کی حدود میں داخل ہو گئے ہیں"، کبیر نے اطلاع دینے والا انداز اپنایا-

اونچے درختوں سے بھرے ہوئے پہاڑ اور ان کے درمیان سے بہتے ہوئے چشمے جو آگے بڑھ کر ایک دریا کی صورت میں اکھٹے ہو کر ایک دلفریب منظر پیش کر رہے تھے-

کچھ دیر بعد ہی اندھیرا پھیلنا شروع ہو جاتا تھا-شام کے تقریباً سات بجنے کو تھے،"شکر

ہے ہم لوگ اندھیرا

ہونے سے پہلے پہنچ گئے"،صقینہ نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے شکر ادا کیا-

"ماننا پڑے گا کبیر،اتنے ٹیڑھے اور گول مول راستوں پر بھی تم نے زبردست

ڈرائیونگ کی ہے"،شایان نے دل

کھول کر اس کی ڈرائیونگ کو سراہا-

کبیر نے مسکراتی آنکھوں سے زرناب کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو دیکھ لو اب سب

نے میری تعریف کی

ہے،اب میری قابلیتوں کو تمہیں بھی مان لینا چاہیے-اس کی مسکراتی آنکھوں کو گھور

کر زرناب نے اپنی توجہ باہر کی جانب مبذول کر لی-

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

ایک شاندار سے ڈبل اسٹوری ہوٹل کے سامنے کبیر نے گاڑی روک دی اور سب نیچے
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

اتر گئے-ہر طرف لوگوں کی گہما گہما تھی-قریب قریب ہی ریسٹورنٹس اور ہوٹلز کی ایک لمبی لائن تھی- کہیں کوئی ڈرائے فروٹس کی دکان سجائے، کہیں کوئی رنگا رنگ کپڑوں کی نمائش کیے، رزقِ حلال کمارہا تھا-یہ سب مل کر ایک بازار نما منظر پیش کر رہے تھے جہاں ہر طرح کے کھانے سے لے کر ضروریاتِ زندگی کی ہر چیز موجود تھی-

سعید نے آگے بڑھ کر سارا سامان نکالا تھا اور کبیر اور شایان مل کر سامان اٹھا کر اندر ہوٹل کو چل دیے-

محسن صاحب نے آگے بڑھ کر تین کمرے بُک کروالیے، جو کہ اوپر والے فلور پر تھے-

تینوں کمرے ایک ساتھ تھے تاکہ ایک دوسرے کے ساتھ رہا جائے-

صقینہ ستائش بھرے انداز سے ارد گرد کے نظاروں کو دیکھ رہی تھی-

سب لوگ سامان کے ساتھ اوپر کی جانب کو بڑھے اور محسن صاحب نے اوپر جا کر جلدی سے سب کمرے کھول

دیے۔

"سب لوگ تھکے ہوئے ہیں، میرا خیال ہے کچھ دیر آرام کر لینا چاہیے"، خانم صدیقی سب کے تھکن بھرے چہروں کو دیکھتے ہوئے مخاطب ہوئیں۔"جی مما میں بہت ہی تھک گئی ہوں"،صُقینہ تھکن سے چور لہجے میں بولی۔

"بھابھی اتنے سے سفر سے ہی تھک گئیں، آپ کے سسرال کا سفر اس سے بھی لمبا ہے"۔کبیر نے صُقینہ کو متوجہ کرتے کہا تھا۔

پتہ نہیں، کیا بنے گا۔"چلیں اب سب"، زرناب نے سب کو مخاطب کیا۔

ایک کمرے میں شایان، کبیر اور محسن صاحب، ایک کمرے میں صُقینہ اور سعید اور ایک کمرے میں زرناب، کبری محسن اور خانم صدیقی رک گئے تھے۔

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

"آج تو میں ڈھونڈ کر ہی دم لوں گی۔مہرین خود سے ہی ہم کلام ہوئی"۔بیڈ پر تکیے کے ساتھ ٹیک لگائے، جدید ہیئر کٹ کے ساتھ وہ کوئی پچھلے دو گھنٹے سے پی،جی،سی کے گروپ میں دو سو پروفائلز کھنگال چکی تھی، لیکن اُس کو اس کے مطلوبہ شخص کی
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

پروفائل نہیں مل رہی تھی-

کمرے میں مسلسل اے، سی کے چلنے سے اندر کا درجہ حرارت باہر کی نسبت کافی کم تھا-
ایک ہی پوزیشن میں بیٹھنے سے اس کو اپنے مسلز میں کھنچاؤ کا احساس ہوا تھا لیکن آج
جیسے اس نے قسم کھا رکھی تھی کہ وہ

اس وقت تک نہیں ہلے گی جب تک اس کو اپنی پسندیدہ چیز نہ ملے گی-

اگلی جانب سے کٹا فلپ جو بائیں جانب کی طرف تھا بار بار اس کے چہرے پر آ گرتا تھا
جس کو ہر دفعہ وہ اپنے کان کے پیچھے اڑس دیتی تھی، شائد آج بالوں نے بھی مہرین کے
ساتھ آنکھ مچولی کھیلنے کی ٹھان رکھی تھی-

ایک دفعہ پھر بال کانوں کے پیچھے سے نکل کر اس کے چہرے پر آ گئے تھے جس کو وہ
پیچھے کرنے لگی کہ ایک دم نظر ٹھہر گئی-اس کی چلتی انگلیاں رک گئی-لب خود ہی مسکرا
اٹھے-سیدھے ہاتھ کی مٹھی بنا کر اوپر کر کے جوش سے بولی-

"یس، ویل ڈن مہرین یو ڈڈ اٹ"، اس نے خود کو داد دی تھی-

اس کو مطلوبہ پروفائل مل چکی تھی-

بال فوراً سے پیچھے ہٹا کر اس نے پروفائل کو کھول کر سینڈ میسج ریکوئسٹ کے اوپشن کو بغیر سوچے سمجھے پہلے کلک کیا اور اسی پروفائل کو دوبارہ تسلی سے دیکھنے لگی-

وہ زیرِلب "موحن" بڑبڑائی- موحن سے کم بھی نہیں ہو یہی نام تم پر جچتا ہے- وہ خوشی سے نہال ہو گئی تھی- موبائل

چارجنگ پر لگا کر اس نے سلیپر پہنے اور کمرے کا دروازہ کھول کر نیچے کو چل دی-

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لاؤنج میں صوفے پر مسز ہمدانی ملازم کو ہدایت دینے میں مصروف تھیں-

وہ دبے قدموں سے آگے بڑھی اور پیچھے سے ان کے گلے میں بانہیں ڈال کر "اسلام علیکم مما جان" بولی-

انہوں نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے کو پیار سے چھوا اور بازوؤں پر لب رکھ دیے

"وعلیکم السلام بیٹا جی"

ان .کے گلے سے بازو نکال کر وہ ان کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی-

مما جی آج سب کچھ میری پسند کا بننا چاہیے مسز ہمدانی نے بغور مہرین کا مشاہدہ کیا اور بولیں "آج میری بیٹی اتنی خوش کیوں ہے"؟ اس سوال پر مہرین فوراً جھینپ گئی اور سوالیہ انداز اپنایا- "کیوں روز اداس ہوتی ہوں؟"

"نہیں، آج زیادہ خوش لگ رہی ہو، کوئی خاص بات" ابرو اوپر کو اٹھا کر آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ بولیں..؟، "نہیں مما کچھ خاص نہیں، بس کچھ ڈھونڈ رہی تھی آج بہت محنت کے بعد ملا ہے"-

ایسا بھی کیا مل گیا ہے؟، وہ بغور اس کے چہرے کے تاثرات کو بدلتے دیکھ رہی تھیں-

مما، آپ کو پتہ ہے اگر بتانا ہوتا تو سیدھی طرح بتا دیتی، یوں سمجھ لیں ابھی آپ کو بتانے کا وقت نہیں آیا- "میں جانتی ہوں، میرا بیٹا مجھ سے کچھ نہیں چھپاتا، جب دل کرے تب بتا دینا"- یہ کہہ کر انہوں نے اس کے سر پر بوسہ دیا-

تھینک یو مما مجھے اتنا سپورٹ کرنے کے لئے، اور وہ مسکراتے ہوئے ان کے گلے لگ گئی-

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سارا پیار اس ڈائن کے لئے اور آپ کا اکلوتا بیٹا جو کبھی کبھار آتا ہے،اس کے لئے کوئی پیار نہیں ڈیٹس ناٹ فیئر-"

لاؤنج کے زینے عبور کرتے ان دونوں کو گلے لگا دیکھ افغان ہمدانی نے اپنی مما کو مخاطب کر کے کہا جس پر

مہرین نے نظریں گھما کر اس کو دیکھا-

"نہیں میری جان میرا سب پیار تم دونوں کے لئے ہی ہے"-انہوں نے کھڑے ہو کر افغان کو گلے لگایا اور ماتھے پر بوسہ دیا-

"یہ جو اتنا پیار جتایا جا رہا ہے،آج پھر اس ڈائن کی پسند کا کھانا بن رہا ہو گا جو میں بالکل نہیں کھاؤں گا-یہ ایسے

پیار کر کے اپنے سارے کام نکلوا لیتی ہے"،افغان نے اس کے بال کھینچتے ہوئے کہا-

"دیکھ لیں مما،یہ پھر سے مجھے ڈائن بول رہا ہے"-اس کو اس لفظ سے شدید چڑ تھی-

اسی لیے اس نے شکایت کی-

"ڈائن کو ڈائن ہی بولنا ہے"،یہ کہہ کر وہ اوپر کی طرف بھاگ پڑا-

"رکو زرا تمہیں تو میں پوچھتی ہوں"-مہرین بھی ویسے ہی اس کے پیچھے دوڑی-مسز ہمدانی اپنے بچوں کی کھلکھلاہٹ پر خود بھی کھلکھلا اٹھیں-

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

یہ آرڈر ہمارے لیے بہت ضروری ہے-اس کے ملنے سے ہماری کمپنی اور امپلائز دونوں کو ہی بہت فائدہ ہوگا-اسٹڈی کے بالکل وسط میں اپنے سامنے فائل کھولے ریوالونگ چیئر کے ساتھ ٹیک لگا کر مسز ہمدانی اپنی کمپنی کے مینیجر سے کسی آرڈر کی بات کر رہی تھیں-ان کے سامنے پڑے گلاس کے بنے میز کی دائیں جانب ترتیب سے فائلز اور بائیں جانب ایک فون رکھا تھا-

میز کے بالکل درمیان میں ہی باکس کے اندر بال پوائنٹس پڑی تھی-

اس میں سے ایک بالپوائینٹ کم تھی جو وہ بائیں ہاتھ میں پکڑے گھما رہی تھیں-ان کی کرسی کی پچھلی جانب ایک تصویر لٹک رہی تھی، جس میں مسٹر ہمدانی ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے اور مسز ہمدانی ان کے بازو میں اپنا بازو ڈالے بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ کھڑی تھیں-یہ ان کی شادی کے شروع دنوں کی تصویر تھی-
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

مسٹر ہمدانی کا زیادہ تر وقت یہاں ہی گزر جاتا تھا اسی لیے مسز ہمدانی نے یاد کے طور پر اسے یہاں لگا دیا تھا-اسٹڈی کے اندر کا انٹیرئران کی اعلیٰ پسند کی گواہی دے رہا تھا-

انہوں نے اس کو اپنے حساب سے بنوایا تھا-

داہنی دیوار کے ساتھ بک ریک بنا تھا جس کے اندر کچھ ضروری فائلز،تاریخی کتب، جدید طرز کے بزنس قوانین کی کتب،کچھ نامور ڈیزائنرز کے میگزینز اور کچھ اسلامی کتب موجود تھیں-

بائیں دیوار جدید طرز کے گلاس سے بنی تھی-بظاہر وہ گلاس سفیدی مائل نظر آتا تھا لیکن جب بھی اس کے

اوپر روشنی پڑتی تو وہ ڈبل شیڈ دیتا تھا-

"ہر چیز کی کوالٹی چیک کرنا تمہارا کام ہے-مجھے سب کچھ بالکل اپنے معیار کے مطابق چاہیے-"ادھر مہرین اسٹڈی کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی لیکن اپنی مما کو فون پر

مصروف دیکھ کر اس کا سارا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔

انہوں نے ٹیک چھوڑ کر آنکھ کے اشارے سے اس کو بیٹھنے کا کہا اور وہ کرسی کھینچ کر منہ کے زاویے بناتے خاموشی سے بیٹھ گئی۔

ٹھیک ہے میں نے جوڈا کو منٹس مکمل کرنے کو دیے تھے وہ بھی جلدی سے میل کر دو۔

"نہیں بس یہی تھا"۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنی بات مکمل کی۔

"کیا مما ایک سنڈے کا دن ہوتا ہے، افغان بھی اتنے دن بعد آیا ہے، ہم نے سوچا تھا کہیں باہر چلیں گے لیکن آپ آج بھی فائلز اور آفس کے کام کو لے کر بیٹھ گئیں"۔

مہرین نے ان کے سامنے کھلی فائل کو دیکھ کر خفگی سے کہا۔

بس تھوڑا سا کام رہتا ہے، پھر ہم چلتے ہیں، انہوں نے آگے بڑھ کر مہرین کے گال پر تھپکی دی۔

"کام، کام اور کام، آپ کو بس کام ہی سوجھتا ہے" اس کی خفگی ہنوز قائم تھی جس پر مسز ہمدانی محض مسکرا کر

رہ گئیں اور بولیں میں یہ سب تم دونوں کے لئے ہی کرتی ہوں، ہمدانی کے جانے کے بعد کمپنی کا جو حال ہو گیا تھا، اس کی ساکھ دوبارہ واپس لانے کے لئے مجھے ہی محنت کرنی ہے، اپنے شوہر کے بارے میں بات کرتے ہوئے ان کے چہرے پر ایک دکھ کا سایہ سا گزرا تھا-

مسٹر ہمدانی کی وفات کو چار سال ہونے کو آئے تھے-اس وقت ان کی کمپنی کو کافی نقصان ہوا تھا لیکن

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مسز ہمدانی نے اپنے دکھ کو بھلا کر اپنی انتھک محنت اور لگن سے کمپنی کو واپس اس مقام پر لا کر کھڑا کیا تھا-

"مما اب کمپنی کی حالت بہت اچھی ہے، اس نے اتنی ترقی کر لی ہے تو کس بات کی پریشانی؟" مہرین سب بھول کر ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتی اپنی ماں کو تسلی دے رہی تھی-

"ہاں، تم نے ٹھیک کہا ہے، لیکن کمپنی کی ساکھ برقرار رکھنے کے لئے جان بھی تو مارنی

پڑتی ہے، میں نہیں چاہتی میرے جانے کے بعد تم دونوں کو کوئی مسئلہ پیش آئے"، انہوں نے آنکھوں میں ممتا بھرتے ہوئے کہا۔

"اللہ نہ کرے آپ کو کچھ ہو مما، آپ کا سایہ بس ہمارے سر پر ہمیشہ قائم رہے"، مہرین اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے گلے لگتے ہوئے بولی۔

"اچھا چلیں اب یہ چھوڑیں، میں زرا آپ کے نکھٹو افغان کو دیکھتی ہوں، جلدی سے اب تیار ہو جائیں" اس نے پیچھے ہٹتے ہوئے ہنس کر کہا۔

بڑا بھائی ہے، خیر اسے دیکھو تب تک میں یہ کام نمٹا لوں وہ اس کے سر پر چپت لگاتے بولیں۔

"او کے لیکن آپ کے پاس پندرہ منٹ ہیں، اس کے بعد آپ مجھے اسٹڈی کی بجائے اپنے کمرے میں نظر آئیں"، وہ ان کو وارن کرتی وہاں سے نکل گئی۔

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

"جلدی آجاؤ یار، کہاں رہ گئے ہو؟" کبیر نے جیپ کے پاس کھڑے ہو کر اوپری منزل
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

کو دیکھتے جان بوجھ کر آواز لگائی-(وہاں زرناب کھڑی تھی)

کبیر تم انسان بن جاؤ، سعید نے اس کو گھورتے ہوئے کہا-

"اس کا بھی اپنا مزا ہے"، اس نے چہرہ موڑ کر آنکھ ماری-

"کیا مصیبت ہے، اس انسان کو یہاں بھی چین نہیں ہے"، زرناب نے چڑتے ہوئے منہ کے زاویے بنائے، ادھر صقینہ کمرے سے نکل کر اس کو لاک کر رہی تھی، جب اس کے کانوں میں ملی جلیں آوازیں پڑیں-"تم اس سے اتنا کیوں چڑتی ہو؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چڑنا کس بات کا، وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہا ہے، اس کو پتہ ہے بس ہم دونوں کے علاوہ سب نیچے ہیں"، سیڑھیاں

اترتے اسی خفگی کے ساتھ اس نے دوپٹے کو گرنے سے بچانے کی خاطر مفلر کی طرح گلے میں ڈال لیا-

"کبیر، تم سدھر جاؤ"، اس پر نظر پڑتے ہی صقینہ نے ہاتھ مارنے کے انداز میں اٹھایا-

اتنے دنوں میں وہ کبیر کی شرارتی فطرت سے واقف ہو چکی تھی-

"بھابھی میں نے کچھ نہیں کیا، مجھے آپ کے شوہر نامدار نے ایسا کرنے کو کہا تھا"، اس نے زرناب کا غصے بھرا چہرہ دیکھتے معصومانہ منہ بناتے ہوئے سعید کی طرف اشارہ کر دیا۔

"چھوڑیں آپی، فضول لوگوں کی باتوں پر غور نہیں کیا کرتے"، زرناب نے پیچھے سے آ کر صقینہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر نظریں کبیر پر گاڑیں۔

چلو بچو سب بیٹھو، بچے سب اس جیپ میں اور ہم بڑے بوڑھے پیچھے والی جیپ میں ہوں گے"، محسن صاحب نے سب کو خبر دی۔

"کیوں بابا، ہم اپنی گاڑی میں کیوں نہیں جا رہے؟"، "بیٹا جی آگے راستے ہی ایسے ہیں، ہمیں ان جیپس پر ہی سفر کرنا ہو گا"۔

اسی طرح سب لوگ بیٹھے اور دونوں جیپس آگے پیچھے ہوتی، اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئیں۔

زرناب کھڑکی کے ساتھ بیٹھے باہر کے دلفریب مناظر کو دیکھتے اداس لہجے سے کہیں

کھوتے ہوئے بولی، "آپی یہاں کس قدر سکون ہے نا"۔

سڑک کے دونوں اطراف اونچے اونچے درختوں سے لدے پہاڑ اور ایک جانب سے بہتا چشمہ خوبصورت مناظر پیش کر رہے تھے۔

"ایسے مناظر دیکھ کر انسان خوش ہوتا ہے، تم اداس سی لگ رہی ہو" شایان نے سائڈ مرر سے زرناب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں شایان، بس صبح صبح ایک منحوس سے پالا پڑ گیا تھا"، زرناب نے اپنی توپوں کا رخ کبیر کی جانب موڑا۔ جس پر بے ساختہ اس کی ہنسی نکل گئی۔

"زرناب یہ ایسا ہی ہے، اس کی باتوں پر غور کرنا چھوڑ دو"، بائیں طرف صقینہ کے ساتھ بیٹھے سعید بولا۔

"میں لوگوں کی طرح سڑا ہوا نہیں رہتا نا بھائی"، سعید کو مخاطب کیے اس نے نظروں کا زاویہ زرناب کی طرف

کیا-اس کا انداز چڑانے والا تھا-

"اور میں لوگوں کی طرح بلاوجہ دوسروں کے معاملات میں ٹانگ نہیں اڑاتی"،بس خاموش اب دوبارہ مت شروع ہو جانا،ہاتھ آگے بڑھا کر صقینہ نے لڑائی ختم کرنے کی خاطر کہا-

دھیان بٹانے کی خاطر اس نے جینز کی پاکٹ سے اپنا موبائل نکالا لیکن وہاں کوئی میسج نہ پا کر اس کے اندر اداسی گھل گئی-اس نے کنورسیشن نکال کر میسج کرنے کی کوشش کی پر نیٹ ورک ویک ہونے کے باعث وہ سینڈ نہیں ہوا جس پر وہ اکتاہٹ کا شکار ہوئی،"کیا مصیبت ہے اب یہ نیٹ ورک بھی کام نہیں کر رہا"-

اس کی آواز اتنی زیادہ تھی کہ ہر بندے کے کانوں تک گئی تھی-

" جھیل کی طرف جاتے ہوئے نیٹ ورک بہت سلو ہو جاتا ہے،یہاں نیٹ ورک صرف ریزیڈینشئیل ایریا میں ملے گا"،سعید نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا-

"یہ بھی سہی ہے،اب بندہ موبائل بھی استعمال نہیں کر سکتا"،اس کے لہجے سے کوفت واضح تھی-"کر سکتا ہے لیکن صرف میوزک کے لئے"،کبیر نے لقمہ دینا

ضروری سمجھا، جس پر اس نے ایک غصیلی نگاہ ڈال کر خود کو باہر کے مناظر میں گم کر لیا-

مقامی جگہ سے یہی کوئی بیس منٹ کا راستہ تھا- کچھ مقامی باشندے وہاں تک کا سفر ایسے پیدل ہی طے کر رہے تھے گویا وہ ان کے لئے ہموار میدان ہو- منزل کی طرف جانے کی جدوجہد اور وہاں تک پہنچنے کی خوشی میں گویا ان کے قدم خود ہی تیز ہو رہے تھے- یہ سب زرناب کو بہت ہی دلچسپ معلوم ہو رہا تھا- زندگی کا ایک نیا رخ اس کے سامنے کھل رہا تھا- حاشر سے رابطہ کم ہونے کی صورت میں وہ زیادہ تر اسی کی سوچوں میں گم رہتی تھی لیکن اس سفر کے دوران کائنات کے کئی پہلو دیکھنے کو مل رہے تھے- اپنی ذات کی کھوج کا آغاز شاید اس نے شروع کیا تھا-

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ اس کھوج میں کہاں تک پہنچتی ہے اور کیا حاصل کرتی ہے-

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

سورج کی کرنیں پہاڑوں سے ٹکرا کر اس جھیل پر پڑ کر قوسِ قزح کے رنگ بنا رہی
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

تھیں جس کو دیکھتے ہی "واؤاٹس میسمرائیزنگ" کے الفاظ صقینہ کی زبان سے ادا ہوئے

تھے۔

میں نہ کہتی تھی کہ یہ جگہ کسی جنت سے کم نہیں ہے اس کی خوبصورتی انسان کو اپنا آپ

بھلانے کے لئے کافی ہوتی ہے، انسان قدرت کے رنگ میں جیسے کھو سا جاتا ہے،

زرناب نے اس کے پیچھے اترتے ہوئے کہا۔

"بھائی صاحب لگتا ہے ہماری بیٹیوں کو یہ جگہ بہت پسند آئی ہے"، مسز صدیقی نے

تبصرہ کیا۔

آنٹی آپ کی دونوں بیٹیوں کو یہاں گھر ہی نہ بنا دیں، کبیر نے شرارتی انداز اپنایا تھا، اس

کے بدلے میں صقینہ اور

زرناب دونوں نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔"اچھا چلو نیچے چلتے ہیں"، سعید نے آگے

بڑھ کر ان کو لڑائی سے روکا تھا۔

سب لوگ دھیان سے اترنا راستہ بہت ڈھلوانی ہے، مسز کبری نے نصیحت کی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ لوگ بھی ہمارے ساتھ چلیں"، شایان نے اپنی ممانی کو دیکھتے کہا-

نہ بھئی اتنا نیچے اتر کر واپس آنا میرے گھٹنوں کے بس کی بات نہیں ہے، ہم یہیں رکیں گے-

نیچے اترتے ہوئے جھیل کی مغربی جانب پرندوں کی ایک قطار تھی، اس کو دیکھ کر زرناب رک گئی-ان کی قطار پہاڑوں کے اوپر یوں محسوس ہو رہی تھی جیسے وہ پہاڑوں کے ان جھنڈ کو سر کر کے خوشی سے سرشار ہوں-اس نے اپنا موبائل نکالا اور وہ منظر قید کرنے لگی، زرنی چلو بھی ادھر کیوں رک گئی، آگے بڑھتی صقینہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا-

"ایک منٹ آپی"، اس نے دیکھے بغیر جواب دیا-

کبیر زرناب کو دیکھنے میں محو تھا، اس نے جلدی سے آگے کو بڑھ کر اس کو اپنی جانب کھینچ لیا جس سے زرناب کا سر اس کے سینے پر زور سے جا لگا تھا-

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا...؟ مجھے چھونے کی ہمت کیسے ہوئی"، زرناب غصے میں آگ بگولہ ہوئی-

اس کی آواز پر صقینہ، شایان اور سعید واپس مڑے-

"میرا دماغ بالکل ٹھیک ہے لیکن تمہارا دماغ خراب لگتا ہے- اگر مرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو واپس جا کر مرنا ہمارا ٹرپ خراب مت کرو"- کبیر کا پارہ اس بات پر ہائی ہوا-

"مجھے مرنے کا کوئی شوق نہیں ہے-" غصے سے اس کی آواز پھول چکی تھی-

"اچھا، زرا پیچھے مڑ کر دیکھو" اس نے طنزیہ انداز اپنایا اور نیچے کو چل دیا-

اسی اثناء میں وہ تینوں بھی پہنچ چکے تھے-

زرناب نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اپنا آپ ڈھلوان کے کنارے سے زرا دور نظر آیا- ڈھلوان نیچے گہری جھیل کی طرف اپنا راستہ بنا رہی تھی-

"وہ صحیح کہہ رہا تھا تمہارا پاؤں زرا سا بھی آگے ہوتا تو گر جاتی اور تمہارا نشان بھی نہیں ملتا-"، شایان نے حقیقت کا رخ دکھایا- "میں زرا کبیر کو دیکھتا ہوں، سعید نیچے کبیر کی

جانب بڑھ گیا-

زرنی تمہارا دھیان کہاں ہوتا ہے ؟، تم پاگل ہو گیا؟ صقینہ نے بھی اس کی درگت بنائی-

"وہ آپی میں پرندوں کو دیکھ رہی تھی،اس منظر کو کیپچر کرنا تھا"،زرناب شرمندہ ہوئی-

"اچھا چلو کچھ نہیں ہوا،بحث کا تھوڑا اثر کا بھی ضرور ہونا چاہیے"،شایان ماحول کا تناؤ کم کرنے کے لئے ہنسا-

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کبیر جھیل کے عین سامنے کھڑا تھا ہاتھ میں کنکر جمع کیے ایک ایک کرکے سامنے کی جانب اچھال رہا تھا-

کنکر اندر گرنے سے پانی دائرے کی شکل اختیار کرلیتا تھا- سعید نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑا اور بغور

اس کے چہرے کو دیکھا-

سامنے نظریں رکھتے ہوئے "اتنے غور سے کیوں دیکھ رہے ہیں.." وہ بولا- "دیکھ رہا

ہوں تم بہت کم اتنا شدید ردعمل دکھایا کرتے ہو"۔

اس بات پر اس نے اپنا رخ موڑا اور سوالیہ انداز اپنایا، ساتھ ہی اس نے اپنا ہاتھ چھڑوا لیا، "اس میں شدید والی کیا بات ہے؟.. اگر مر ور جاتی تو مصیبت ہمیں ہی پڑتی۔"

"لیکن تمہارا چہرہ تو کچھ اور کہہ رہا ہے"

"کیا کہہ رہا ہے..؟؟" لہجے میں غصہ ہنوز برقرار تھا۔

اچھا چلو کوئی بات نہیں، غصہ چھوڑو، کسی بڑے نے دیکھ لیا تو ایویں بات بڑھے گی۔

"اچھا ٹھیک ہے لیکن مجھے ادھر نہیں جانا"۔اس کا اشارہ زرناب کی طرف تھا۔

ٹھیک ہے یار نہ جانا، سعید نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا اور اس کو لے کر اور نیچے کی جانب کو چل دیا۔

لگتا ہے کبیر کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا ہے، شایان نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"زرنی تم ایسے ہی اس بیچارے کے پیچھے پڑی رہتی ہو، تمہیں اس سے سوری کرنا چاہیے"، صقینہ نے تصویر کا ایک نیا رخ دکھایا۔"آپی ٹھیک کہہ رہی ہیں"، شایان نے تائد کی۔

آپ دونوں میرے کزنز ہیں یا اس کے؟ زرناب نے ان کو کبیر کی سائڈ لیتے دیکھ کر کہا-

"آپی پلیز اس بات کو چھوڑیں، وہ سامنے دیکھیں"-

جھیل کے زمرد رنگ کے پانیوں کے ساتھ، یہ ناقابل تسخیر چوٹیاں اور سورج کی ان پر پڑتی کرنیں، یہ سب کس قدر اپنے سحر میں گرفتار کرنے والا ہے، کائنات کے رنگ بھی کتنے نرالے ہیں، میرا دل کرتا ہے یہاں ایک چھوٹا سا گھر بسا لوں''- بالکل کنارے پر کھڑے ہو کر اس نے سیف الملوک کی خوبصورتی کو اپنے الفاظ میں سمیٹا-

"یہ سب کہنا آسان ہے لیکن یہاں رہنا ہم پنجابی لوگوں کے بس کی بات نہیں-، "ہاں تو میں کونسا مستقل رہنے کا کہہ

رہی ہوں، "زرناب کھلکھلائی-

اس کی ہنسی کی آواز اتنی تھی کہ باآسانی سعید اور کبیر دونوں کے کانوں تک پڑی جس پر کبیر نے ایک نظر مڑ کر اس کے چہرے کو دیکھا- اس کی ہنسی میں کچھ تھا- کوئی اداسی یا شاید اندر کی ویرانی پر قابو پانے کی بھرپور کوشش تھی-

کچھ پل یونہی گزرے لیکن تھوڑی دیر پہلے کی بحث یاد آتے ہی اس نے اپنا رخ موڑ لیا-

"بھائی کیا آپ اس کی خوبصورتی کو محسوس کرنا چاہو گے"، ایک ملاح نے قریب کھڑی کشتی کی طرف اشارہ کر کے کہا-

"کیا خیال ہے..؟"

سعید نے نظریں کبیر کی طرف کر کے پوچھا-

نیک خیال ہے، ہنستے ہوئے اس نے کہا اور دونوں بالکل درمیان میں بیٹھ گئے تاکہ توازن برقرار رہے-

بھیا، زرا اس کا رخ ان کی طرف موڑلو، سعید نے زرا دور دائیں جانب کھڑے صقینہ لوگوں کی طرف اشارہ کیا-

ان کے بالکل سامنے روک کر مخاطب کیا، آؤ زرا تم لوگوں کو جنت کی سیر کروائیں-

واؤ کتنا مزا آئے گا نا، میں آتی ہوں، اس نے کبیر کو نظرانداز کیا-

"زرناب دھیان سے"، صقینہ نے نصیحت کی-

وہ توازن برقرار رکھنے کی کوشش کرتی آہستگی سے آگے کو بڑھی-دایاں پاؤں اندر کی طرف رکھتے ہی اس کا

توازن بگڑا اور وہ لڑکھڑائی-اسی جانب بیٹھے کبیر نے جلدی سے اٹھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا-

"آرام سے مسس زرناب محسن" اس نے مس لفظ پر زور دیا-

اس کا ہاتھ تھامے اس نے دونوں پاؤں مکمل طور پر اندر جما لیے-اس کا ہاتھ چھوڑ کر کبیر واپس اپنی جگہ بیٹھ گیا-اسی کی تقلید میں صقینہ اور شایان بھی آ گئے-

سب اس انداز میں بیٹھے تھے کہ دائیں جانب سعید کے عین سامنے زرناب، درمیان میں شایان اور بائیں طرف کبیر کے سامنے صقینہ تھی-

ایک نظر زرناب کو دیکھ کر اس نے اپنی نظروں کا رخ سامنے کو کر لیا- کشتی اسی طرح آہستگی سے چلنے لگی-

جینز کی پاکٹ سے اپنا فون نکال کر وہ اپنے عین سامنے موجود چوٹی کا منظر قید کرنے لگی-اس کی چوٹی برف سے مکمل طور پر ڈھکی تھی-اس کے ارد گرد بھی پہاڑوں کا ایک جھنڈ تھا-ان پہاڑوں کے اندر سے کچھ دہشت پھیلانے والے لوگ راستہ بنا کر کشمیر کی طرف کو جاتے ہیں-

"زرناب زرا اپنے فون کی زینت ہمیں بھی بنالو "سعید کا اشارہ سب کی گروپ فوٹو کی طرف تھا-

اس نے فرنٹ کیمرہ کھول کر ہاتھ سیلفی لینے کے انداز میں اوپر کو کیا لیکن سب ایک فریم میں نہیں آئے-

کبیر تم اس اینگل سے کلک کرو، صقینہ نے کبیر کو مخاطب کیا-اس پر کبیر نے اپنی جانب سے کچھ تصویریں

لیں-وہ اپنا فون واپس پاکٹ میں رکھنے لگا "ایک دفعہ مجھے بھی دکھادیں"، زرناب نے بنا کسی تاثر کے کہا-

اس پر کبیر نے فون اس کی جانب بڑھادیا-تمام تصویروں کو دیکھنے کے بعد اس نے فون واپس کردیا جو اس نے بغیر کچھ کہے رکھ لیا-

اس کی نظریں پانی پر جمی تھیں، "کیا میں اس پانی میں ہاتھ مار سکتی ہوں؟ یہ اتنا ٹھنڈا تو نہیں ہے نا کہ میں مر

جاؤں..؟"اس نے معصومانہ انداز اپناتے شرارت کی آمیزش کے ساتھ کہا-

صقینہ نے فوراًرخ بدل کر اس کو گھوری سی نوازہ-

اس کی بات پر کبیر کے تاثرات تنے اور غصہ سے رخ دوسری جانب موڑ لیا-زرناب سمیت سب نے ہی اس کے تاثرات نوٹ کیے-"ایک اس میڈم کی جان بچاؤ"اور باتیں بھی سنو،ہونہہ،کبیر نے سوچا-

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چودھویں کا چاند اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ روشن تھا-اونچے پہاڑوں پر پڑتی اس کی کرنیں ایسے محسوس ہو رہی تھی جیسے انہوں نے چاندنی کی ایک سفید چادر اوڑھ رکھی ہو-ہر سو گہرا سناٹا تھا-

ٹھنڈی ہواؤں کے چلنے سے فضا میں درجہ حرارت گر چکا تھا-ایسے میں ریلنگ پر ہاتھ جمائے شال کو اپنے گرد لپیٹے چاند کو دیکھنے میں محو تھی-ٹھنڈی ہوا اس کے کھلے بالوں کو اڑانے پر مجبور کر رہی تھے-فضا میں موجود ہلکی ٹھنڈ اس کو بھلی محسوس ہو رہی تھی-

نگاہ کا رخ موڑ کر اس نے ریلنگ سے نیچے ایک نگاہ دوڑائی-اس سے اس کے زہن میں
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

دن والا منظر تازہ ہو گیا

جب اس کا پاؤں عین ڈھلوان کے قریب تھا اور وہ گرنے کے بالکل قریب تھی۔اس کے دماغ میں اپنے ہی الفاظ کی بازگشت ہوئی۔

ادھر سیکنڈ فلور کی چھت پر کھڑے کبیر کی نظر اس پر پڑی تو کچھ پل کے لئے اس کی نگاہ ٹھہر گئی۔زرناب کو

اپنے اوپر کسی کی نگاہ کا احساس ہوا اور اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا لیکن کوئی نہ تھا۔

اس کے یوں مڑ کے دیکھنے پر کبیر نے نظروں کا زاویہ بدلا اور گول لوہے کی بنی سیڑھیوں سے نیچے اترنے لگا۔

اس کے قدموں کی آواز نے اسے سیڑھیوں کی طرف دیکھنے پر مجبور کر دیا۔اس وقت تک وہ مکمل نیچے اتر چکا تھا۔

زرناب کو مکمل طور پر نظر انداز کیے وہ کمرے کی جانب بڑھ گیا۔بالوں کو اپنے ہاتھوں سے کانوں کے پیچھے اڑیستے اس نے آواز دی، "کبیر"۔

کبیر نے پلٹ کر دیکھا اور ہاتھ سے اپنے سینے کی جانب اشارہ کیا، گویا کنفرم کرنا چاہ رہا

ہو، جواباًاس نے بھی ہاں کے انداز میں سر ہلا دیا۔

دونوں ہاتھوں کو ٹراؤزر کے اندر ڈال کر وہ اس کے عین سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔

"کچھ بات کرنی تھی" ہاتھوں کو، ہچکچاتی ہوئی زرناب کی آواز نکلی۔

ہاں جی، بولیں سن رہا ہوں، اس کا انداز لٹھ مارنے والا تھا۔

"سوری" ہاتھوں کو باندھ کر رخ مکمل طور پر سامنے کی طرف کرتے اس نے فقط ایک لفظ ادا کیا۔

اٹس اوکے، لیکن اگلی دفعہ کوئی بھی رائے قائم کرنے سے پہلے حالت کا جائزہ ضرور لے لینا۔

اس نے بھی سامنے کی طرف رخ موڑ لیا۔اس بات پر ایک نگاہ ڈال کر وہ واپس سامنے دیکھنے لگ گئی۔

"آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن وہ ایک ردِ عمل تھا بس"، اس نے ہاتھوں کو ریلنگ پر جما لیا۔

تمہیں مجھ سے اتنی چڑ کیوں ہے؟؟ کبیر نے اپنا رخ مکمل طور پر اس کی طرف کر لیا۔

اس بات پر زرناب نے بھی رخ اس کی طرف کیا، میں کیوں چڑنے لگی؟؟

"لیکن تمہارا انداز ہر وقت میرے ساتھ لڑنے والا ہوتا ہے"، سنجیدہ لہجے میں ہنوز اس پر نظریں جماتے وہ بولا تھا-

اس بات پر اس نے اپنا رخ پھر سامنے کی طرف کر لیا"میں کیوں لڑوں گی بھلا؟؟

کیونکہ تمھارا انداز ہر وقت مرنے مارنے والا ہوتا ہے بس اسی لیے-

نہیں ایسی بات نہیں، انسان کی کبھی کبھار شرارت کرنے کا بالکل موڈ نہیں ہوتا، تب میں اسی موڈ میں ہوتی ہوں"،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادھر اس کی پاکٹ میں پڑے موبائل نے اپنی خاص ٹیون بجائی، آواز پر وہ دونوں ہی چونک گئے-

زرناب کے دماغ میں عکس ابھرتے ہی اس کی آنکھیں چمکیں، لب اپنے آپ ہی ہلکی مسکراہٹ میں ڈھلے، رخ موڑ کر اس نے کبیر کی طرف دیکھا-

"ویل، تھینک یو رات کافی ہو گئی ہے، مجھے نیند آ رہی ہے"، انداز نارمل رکھنے کی کوشش کرتے وہ کمرے کی

جانب چل دی۔

کبیر نے بغور اس کے بدلتے تاثرات دیکھے، "عجیب دھوپ چھاؤں سی لڑکی ہے کبھی اداس، کبھی سنجیدہ اور کبھی بے انتہا خوش"، ایک سوچ تھی جو زرناب کے متعلق اس کے ذہن میں آئی۔

"اتنی رات کو کون اس کو میسج کر سکتا ہے جس کی وجہ سے اس کے تاثرات فوراً بدل گئے، "اس کے ذہن میں سوال ابھرا تھا جس کا جواب فلحال زرناب کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

ادھر ہر طرف ہریالی ہی ہریالی تھی۔ایک طرف پھول کھلے تھے۔شام کا وقت تھا۔ لوگ سیر کو نکلے ہوئے تھے۔زیادہ لوگ تر اپنے بچوں کو لیے کھیلنے میں مگن تھے۔بچوں کا شور ان کے کانوں میں پڑا تھا۔

وہ کوئی پارک کا منظر تھا۔

بغیر اس شور کی طرف دھیان کیے وہ اس کو چپ کروانے میں مصروف تھا۔ بینچ پر بیٹھے
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

ایک دوسرے کی طرف رخ کیے وہ ہر چیز سے بے خبر تھے۔

"یار، اب رونا بند بھی کرو۔ایسے آنسو بہا کر اپنی آنکھیں خراب تو نا کرو"، اس نے ہاتھ بڑھا کر دوستانہ انداز میں اس کے آنسو صاف کیے۔

"پاگل.."، اس کی سرخ ہوتی ناک کو اس نے پکڑ کر کھینچا۔

زیادہ رونے کی وجہ سے ناک بہنے کو تیار تھی۔اس نے جلدی سے اپنی پاکٹ سے رومال نکال کر اس کی طرف

بڑھایا۔اس کی آنکھیں بھی سوج کر سرخ ہو گئی تھیں۔

ادھر ایک جھماکے سے اس نے اپنی آنکھیں مکمل طور پر کھول دیں۔کمرے میں محض ایک لیمپ کی روشنی کے سوا کچھ روشن نہ تھا۔اپنے آپ کو حرکت دے کر اٹھائے، تکیے کو بیڈ کے ساتھ لگائے، انتہائی جدوجہد کے بعد اس نے ٹیک لگائی۔

اس کے ذہن کے پردے پر محض وہ دو آنکھیں چھائیں تھیں۔کسی کو روتے دیکھنا اس کی کمزوری تھی اور وہ اس کی زندگی کی عزیز ترین اور واحد دوست تھی۔یہ سب مسائل ان کا رابطہ کم ہونے کی صورت میں پیش آرہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی غیر موجودگی میں حاشر کو بھی اپنی زندگی ادھوری سی لگ رہی تھی لیکن وہ اس کا اظہار نہیں کرتا تھا-وہ آنکھیں موندے بیٹھ گیا تھا-وقت سست روی سے چل رہا تھا-ساتھ ہی اس کی بے سکونی میں اضافہ ہو رہا تھا-

اس کو کسی طرح بھی زرناب محسن کا حال جاننا تھا-

اس نے ایک نظر اپنے ساتھ سوئے رضا پر ڈالی-اس کی خراب طبیعت کے باعث رضا آج کل اس کے کمرے میں ہی سوتا تھا-رضا پر نظر پڑتے اس کے ذہن پر سب سے پہلے خیال اس کے موبائل کا آیا-

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارد گرد نظریں دوڑانے پر اس کو بیڈ کی دوسری سائڈ ٹیبل پر فون نظر آیا-

تھوڑی سی جدوجہد سے اس نے آگے بڑھ کر موبائل اٹھا ہی لیا تھا-اس کوشش میں اس کی ٹانگ کا درد بڑھ گیا

تھا-اس کا سانس پھول چکا تھا-چہرے پر تکلیف کے آثار نمایاں تھے-

سانس کو بحال کرتے اس نے موبائل پر میسنجر لاگ ان کیا-پاگل کے نام سے اوپر پڑی کنورسیشن کھولی جہاں سبز نشان اس کے آن لائن ہونے کا ثبوت دے رہا تھا-اس نے

ایک سوالیہ نشان بھیجا تھا-

تقریباً ایک منٹ کے بعد نیا پیغام موصول ہوا" کیسی طبیعت ہے...؟"

"میں ٹھیک ہوں... آپ ٹھیک ہو..؟؟" بے چینی سے سوال کیا گیا-"ہاں، مجھے کیا ہونا ہے؟؟ حیرانی سے سوالیہ انداز میں کہا گیا-

آپ سوئی نہیں ابھی تک، حلانکہ وہ جانتا تھا کہ اس کی وجہ سے زرناب کی روٹین خراب ہو گئی ہے-

"جناب میری چھوڑیں.... آپ کیوں نہیں سوئے....؟؟ وقت دیکھا ہے بھلا ...؟؟" فکر مندی کے آثار اس کے میسج سے ہی ظاہر تھے-

"میں سو کر اٹھا ہوں، سوچا آپ کا پتہ کر لوں.." اس نے آدھے سچ کے ساتھ کہا- حقیقت میں خواب میں دیکھی اس کی سرخ ہوتی آنکھوں نے اس کی نیند کو بے سکون کر رکھا تھا- ورنہ وہ سخت نیند کے خمار میں تھا-

"اتنی ہیوی ڈوز کے بعد کیسے اٹھ گئے...؟؟" زرناب حیران و پریشان تھی-

یار....بس....اس نے آگے ڈوٹس لگا کر میسج کیا-

"کچھ کہنا ہے.. لیکن کہہ نہیں پا رہے..؟؟ جو بھی ہے بول لو،" وہ ایک دوسرے کی

باتوں کو بغیر کہے اس کا مفہوم

جانتے تھے-

ہاں، ایسا ہی سمجھ لو، اچھا، رونے کی وجہ سے آپ کی آنکھیں خراب تو نہیں ہوئی نا؟؟

"اصل مسئلہ اب کہا گیا تھا-

پتہ نہیں، میں نے کبھی غور نہیں کیا.. بے فکری سے کہا گیا تھا- "اچھا، آپ کو بتاؤں..

آج کیا ہوا.. اس کی بات کے

بعد ایک نئی بات کا آغاز کیا اور جھیل کا سارا منظر بیان کر دیا- "اوہو، بری بات، آپ کو

سوری کرنی چاہیے"، اس

نے نصیحت کی-

"یار ابھی سوری کر کے آئی ہوں"، اس نے ٹائپ کر کے بھیج دیا- "ہیں اتنی رات

کو..." حاشر حیران ہوا-

بدلے میں اس نے سوری کا منظر بھی بیان کر دیا-

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھا میرے لیے دعا کرنی ہے اور رونا نہیں ہے"، وہ نصیحت کرنا نہیں بھولا تھا۔

"یار کرتی ہوں، بس کبھی کبھار رونا آجاتا ہے"، اس کی بات سے بے بسی جھلکی تھی۔

اس کی بے بسی پر وہ خود بھی بے بس ہوا تھا، دماغ کے پردے پر سرخ آنکھیں واضح تھیں، اس کی بائیں آنکھ سے ایک آنسو لڑھک کر اس کے ضبط کی توہین کر گیا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے بے بسی کی انتہا کو چھوتے اس کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔ کہتے ہیں جب انسان دکھ کی حالت میں ہوتا ہے تب بائیں آنکھ سے آنسو آتے ہیں۔

دوستوں کو تکلیف میں دیکھنے کا عمل بہت ہی صبر آزما ہوتا ہے جو انسان کو اپنا دکھ بھلا دینے کے لئے کافی ہوتا

ہے۔

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

"بھئی میں تو چائینیز کھاؤں گی"، مینیو کارڈ ہاتھ میں پکڑے اس کو کھنگالنے کے بعد مہرین نے آگاہ کیا۔

"ہوں تم اور تمہارا چائینیز کھانا، تم خود چائنہ کیوں نہیں چلی جاتی پیٹ بھر بھر کر کھانا۔
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

میں تو کاٹھیو مینٹل کھاؤں گا"،افغان کی نظریں مہرین کے چہرے پر تھیں۔

"آخری فیصلہ مما کا ہو گا" ان دونوں نے اپنی نظریں مسز ہمدانی پر گاڑ دیں۔

"ام، میں سوچ رہی تھی کہ ہم فاسٹ فوڈ کھائیں گیں پر افغان یہاں لے آیا"، دونوں ہاتھوں کو آپس میں ملائے ٹھوڑی کے نیچے رکھتے ان کا انداز سوچنے والا تھا۔

"ناٹ فیئر، میں نہیں بولتا"، اس نے مصنوعی ناراضگی دکھائی۔"اوہو، اب بس کرو مجھے پتہ ہے اندر سے تمہارا دل بھی چائینیز کا ہی ہے، مما آپ ویٹر کو بلائیں"، اس نے دھونس جماتے کہا۔

یہ ہر دفعہ کی بحث تھی جوان دونوں بہن بھائی کے درمیان تھی، فرق صرف اتنا تھا کہ پہلے ہمدانی صاحب اس کا اختتام کرتے تھے اور اب ان کی جگہ مسز ہمدانی نے سنبھال رکھی تھی۔

اوکے، اسٹاپ، انہوں نے ویٹر کو آواز دی اور کھانے کے نام پر چکن چاؤمن اور چائینیز رائس کا آرڈر دیا۔

"واپسی کا کیا ارادہ ہے"، انہوں نے افغان سے استفسار کیا۔

"ابھی یونیورسٹی والوں نے کچھ بتایا نہیں"۔

"تمہارے گھر رہنے پر وہ شکر ادا کر رہے ہوں گے"، مہرین نے اس کا مذاق اڑایا۔

مجھے ایک بات بتاؤ تمہارے کالج میں کوئی سپیشل اسٹوڈنٹس کی کلاس ہوتی ہے، جو مینٹلی ریٹارٹڈ ہوں"۔

"نہیں کیوں کیا ہوا؟"اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔"میرا ذاتی خیال ہے کہ تمہیں اس کلاس میں ہونا چاہیے تھا"سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے بات کر کے وہ ہنسی روکنے کی کوشش میں تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس بات پر اس کے تاثرات بدلے"دیکھیں مما یہ ہمیشہ مجھے تنگ کرتا ہے، اس کو اپنی پسند کا کھانا نہیں ملا، اس کا نزلہ مجھ پر نکال رہا ہے"۔

"اوہو بس کردو افغان، کیوں میری بیٹی کو حقیقت کا رخ دکھاتے ہو"،اس بات پر انہوں نے اپنی ہنسی دبائی۔

"مما"....اب آپ بھی اس کی سائڈ لیں گی"،اس نے لفظ کھینچا اور ناراضگی دکھائی۔

"نہیں میری جان میرے لیے تم دونوں ایک جیسے ہو"اپنے دائیں بائیں بیٹھے ان

دونوں کے چہرے پر پیار جتاتے ہوئے ہاتھ پھیرا-

"بس اب یہی دعا ہے کہ تم دونوں اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر بزنس سنبھالو"، ساتھ ہی

انہوں نے جذباتی ہوتے اپنی

خواہش کا اظہار کیا-

"میں تو سنبھال لوں گا، اس چڑیل سے آپ کوئی امید نہ رکھیں"، افغان نے ماحول کو

ہلکا پھلکا کرنے کی خاطر کالر جھاڑتے ہوئے کہا-

"ہاں نا لوگوں کو سب اپنے جیسے ہی لگتے ہیں"، اس نے بھی حساب برابر کیا-

ادھر ویٹر کھانا سرو کرنے کو آیا اور ایک ایک کر کے تمام چیزیں ٹیبل پر سجا دیں-

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

"ٹانگ اوپر اٹھاؤ"، فزیو تھراپسٹ نے ٹانگ کا معائنہ کرتے ہوئے کہا اپنی مصروفیت

حاشر کی حالت کے پیشِ نظر فزیو تھراپسٹ تقریباً روز اس کے گھر آتا تھا- دواؤں کے

ساتھ ساتھ اس کی ٹانگ کی ایکسر سائز بھی ضروری

تھی- آج بھی وہ روٹین چیک اپ کے لئے آئے تھے-
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

انتہائی مشقت کے بعد وہ اس کو اوپر اٹھانے میں کامیاب ہوا لیکن اس کا سانس پھول چکا تھا۔تکلیف کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔

"تم نے ٹانگ کو کسی غلط ڈائریکشن میں موڑا ہے یا اس کو ضرورت سے زیادہ حرکت دی ہے"،اس نے پٹی بدلتے معائنہ کیا۔

"زیادہ تر یہ ریسٹ کرتا ہے اور رضا بھی اس کے ساتھ ہی ہوتا ہے،ایسا کیسے ممکن ہے..؟؟"ان کے پیچھے کھڑے ناصر صاحب نے تشویش کا اظہار کیا۔

"نہیں ڈاکٹر ایسا تو کچھ نہیں ہوا"،یہ بات کرتے اس کے زہن میں رات والا منظر تازہ ہوا جب وہ موبائل اٹھانے کی

کوششوں میں تھا اور اس کی ٹانگ میں شدید درد اٹھا تھا۔

"ابھی ہڈی مکمل طور پر جڑی نہیں ہے،میں یقین سے...."

ادھر ناصر صاحب کا موبائل بج اٹھا،انہوں نے اپنی بائیں پاکٹ سے موبائل نکالا اور دیکھتے ہوئے ڈاکٹر کی بات کاٹی.."اوسوری ارجنٹ کال ہے"اور باہر کی جانب چل دیے۔

"اپنے مسیحا سے کچھ نہیں چھپاتے" گہری نظریں حاشر پر مرکوز کیے ان کا انداز مشورہ دینے والا تھا۔

آپ پلیز پاپا کو مت بتانا، ورنہ بہت ڈانٹ پڑے گی"، حاشر نے نظریں دروازے کی جانب کرکے کہا۔ "یعنی میں ٹھیک تھا"، ان کی مسکراہٹ گہری ہوئی، "اب بتاؤ کیا ہوا تھا"۔ مجھے اس ٹیبل سے کچھ لینا تھا، اس کو اٹھاتے ہوئے ٹانگ کو موو کرنا پڑا" اپنی دوسری جانب کی ٹیبل کی جانب اس نے اشارہ کیا۔

"بعد میں درد ہوا تھا"، سنجیدگی سے اس نے پوچھا۔ "جی بہت شدید درد ہوا تھا"، ناصر صاحب کو واپس آتے دیکھ

وہ خاموش ہو گیا۔

"کیا پراگریس ہے" انہوں نے اندر آتے ہی پوچھا۔ "کچھ خاص نہیں، اس کو ہیل ہونے میں ابھی کچھ ٹائم اور

لگے گا" انہوں نے اپنی طرف سے بات کور کرلی ورنہ حاشر کی کلاس لگ جاتی۔

"میں میڈیسن لکھ دیتا ہوں، زیادہ درد کی صورت میں اس کا کھانا ہے، اپنی ڈائٹ کا

خاص خیال رکھنا ہے اور آرام ہی کرنا ہے"، آخری بات حاشر کی طرف مسکراتی گہری نظروں کے ساتھ کہی۔

جاری ہے۔۔

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین